سلسلہ رسائلِ درسِ سیرت، رسالہ نمبر:28

رسول اللہ ﷺ کے غزوات

مرتب: علامہ راشد علی عطاری مدنی
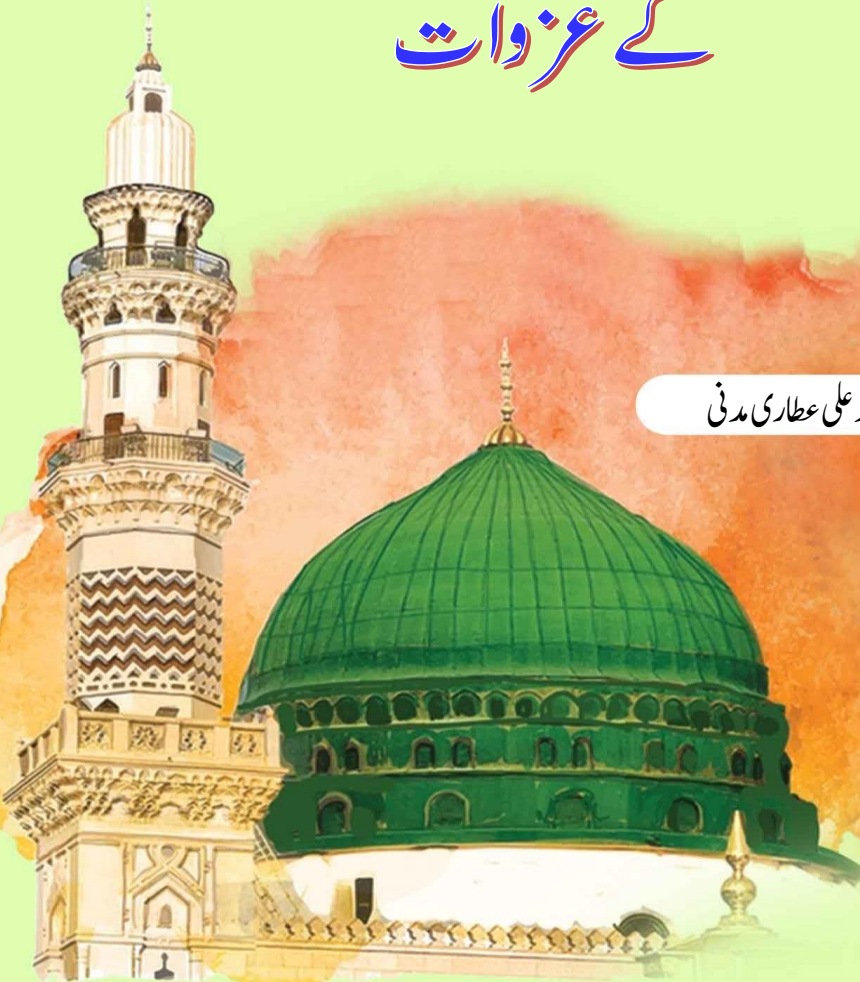
ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

درسِ سیرت کے رسائل کا اٹھائیسواں عنوان

مرتب

مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی

پیشکش: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے

اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

(مُستَطرَف، ج ۱، ص ۴۰، دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

نام کتاب : رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غزوات

مرتب : علامہ ابو النّور راشد علی عطاری مدنی

صفحات : 53

اشاعت اوّل: اکتوبر 2023 (ویب ایڈیشن)

پیشکش : ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

رسول اللہ ﷺ کے غزوات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

نوٹ: یہ درس رسالہ مرأۃ العارفین اور نیٹ کی مدد سے تیار کیا گیا۔

خاتم المرسلین، سیّد الانبیاء، وجہِ تخلیقِ کائنات، سرورِ کونین، احمدِ مجتبیٰ، حضرت محمدِ مصطفےٰ (ﷺ) کا دنیا میں نورِ ہدایت بن کر مبعوث ہونا انسانیت پر احسانِ عظیم ہے- بلاشبہ آپ (ﷺ) کا اسوۂ حسنہ مکمل ضابطہ حیات ہونے کی حیثیت سے حیاتِ انسانی کے ہر شعبہ میں تا ابد رہنمائی کا اکمل وسیلہ ہے- آپ (ﷺ) لامحدود اوصاف و کمالات کے مالک ہیں جن میں رحمتہ العالمین جیسا مرتبۂ خاص فقط آپ (ﷺ) ہی کو حاصل ہے اور آپ (ﷺ) عاصیاں را بحرِ لطاف اور شفیعِ مجرماں ہیں-رسالتِ محمدی (ﷺ) کی جامعیت و اکملیت کو ایک تحریر کی شکل میں سمونا محال ہے کیونکہ آپ (ﷺ) کے اوصافِ حمیدہ بیان کرنے سے نہ صرف انسانی عقل قاصر ہے بلکہ جہاں بھر کے علوم و حکمتیں ماند پڑجائیں تب بھی شمائل و فضائلِ مصطفےٰ (ﷺ) کما حقہ بیان نہیں کر سکتے-فی الحقیقت سیرت طیبہ بحرِ

بیکراں کی مثل ہے جس کے کئی گوشے ایسے ہیں جو لازوال دینی اہمیت و بے مثال تاریخی حیثیت کے حامل ہیں۔

سیرت طیبہ کا ایک بہت بڑا حصہ غزوات پر مشتمل ہے۔یہ پہلو نہ صرف دفاعی میدان میں یکساں قابلِ عمل ہے بلکہ حیاتِ انسانی کے دیگر کثیر سیاسی، سماجی و نظریاتی پہلوؤں میں بھی یکساں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

مطالعۂ غزوات کی اہمیت:

مطالعہ غزوات سیرت طیبہ کو کئی جہات سے سمجھنے کیلئے لازم ہے۔ غزوات نبوی (ﷺ) کا مطالعہ نہ صرف ہمارے لئے تقویتِ ایمان کا باعث ہے بلکہ شعبہ ہائے زندگی میں مختلف امورِ زندگی بطریقِ احسن پایہ تکمیل تک پہچانے کیلئے غزوات سے رہنمائی ازبس ضروری ہے۔مزید یہ کہ مطالعۂ غزوات فہمِ دین اور آقا پاک (ﷺ) کی دفاعی حکمتِ عملی و سپہ سالاری سے آشنائی کا مؤثر ذریعہ ہے جس سے ہمیں پتہ چلتاہے کہ آقا پاک (ﷺ) نے اپنی حکمتِ عملی سے کس طرح کفارِ مکہ کے ساتھ تعلقات ، تجارت، امورِ خارجہ اور غزوات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

غزوات اور اخلاقی قواعد و ضوابط:

حضور نبی اکرم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے غزوات میں اخلاقی اقدار و انسانی احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے باقاعدہ ضوابط متعارف کروائے- مثلاً ظالمانہ طریقوں سے دشمن کو قتل کرنے اور اذیت دینے سے قطعاً منع فرمایا گیا- جنگ میں شریک نہ ہونے والے لوگوں (جیسے عورتوں، بچوں، ضعیفوں اور غلاموں) کو قتل کرنے سے منع فرمایا گیا- جنگی قیدی (آدمی) حتیٰ کہ جانوروں کو بھی جلانے سے منع فرمایا گیا- اسی طرح فصلیں اجاڑنے اور بلاوجہ درخت کاٹنے سے منع فرمایا گیا-

مزید ناحق قتل کرنے سے بھی منع کیا گیا اور جنگ کے لئے یہ فرمایا گیا کہ تم ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں جس کی واضح تاکید ہمیں قرآنِ کریم سے یوں ملتی ہے:

”وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ“

”اور اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں (ہاں) مگر حد سے نہ بڑھو، بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا“

علامہ غلام رسول سعیدی نے "تبیان القرآن" میں "حد سے تجاوز نہ کرو" سے متعلق امام ابنِ جریر کی درج ذیل روایت نقل کی ہے:

"حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: "حد سے تجاوز نہ کرو"، کا مطلب ہے کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو اور نہ اس کو قتل کرو جو ہتھیار ڈال دے، اگر تم نے ان کو قتل کیا تو تم حد سے تجاوز کرنے والے ہوں گے"۔

تو یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جن سے ہمیں اسلام میں انسانی عظمت اور وقار کا اندازہ ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ اسلام دفاعی جنگ کی اجازت ضرور دیتا ہے لیکن اس میں بھی دشمن کے ساتھ زیادتی (حد سے تجاوز) کا قائل نہیں۔

غزوہ کیا ہے؟

"محدثین و اہلِ سیر کی اصطلاح میں غزوہ وہ لشکر ہے جس میں رسول اللہ (ﷺ) بذاتِ اقدس شامل ہوں اور اگر حضور (ﷺ) بذاتِ خود شامل نہ ہوں بلکہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو دشمن کے مقابلے میں بھیج دیں تو وہ لشکر سریہ کہلاتا ہے

حضور نبی کریم (ﷺ) نے اپنی حیاتِ طیبہ میں باذنِ الٰہی کفار و مشرکین کے خلاف جہاد فرمایا تاکہ فتنہ و فساد کا قلع قمع ہو اور لوگ احکامِ الٰہی کی اطاعت کریں۔

جہاد کی فرضیت کے مختلف مراحل

(1) سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خود آپ کی ذات کے بارے میں احکام نازل ہوتے رہے۔

(2) پھر آپ پر کافروں کو تبلیغ کرنے کا حکم نازل ہوا:

قُم فَاَنذِر (مدثر۔2)

[اٹھو اور ہدایت کر دو]

(3) آپ ﷺ کی مبارک ذات کو کافروں کی طرف سے خطرات لاحق تھے، آیات نازل ہوئیں:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورہ المائدہ 67)

اے پیغمبر جو ارشادات اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو تم اللہ کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے

(یعنی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا) اور اللہ تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

(4) جب کافروں نے دعوت سن کر مذاق اڑایا، آپ کو جھٹلایا تو صبر کا حکم نازل ہوا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (الحجر۔94-95)

پس جو حکم تم کو (اللہ تعالی کی طرف سے) ملا ہے وہ (لوگوں کو سنا دو اور مشرکوں کا (ذرا) خیال نہ کرو ہم تمھیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لئے جو تم سے استہزا کرتے ہیں کافی ہیں۔

(5) پھر آپ کو ان سے اعراض کا حکم دیا گیا:

وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا (المزمل۔10)

اور جو جو (دل آزار) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو۔

اور آپ سے فرمایا گیا!

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ (الانعام۔68)

اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ

بکواس کررہے ہیں تو ان سے الگ ہو جاؤ۔

(6) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دے دی گئی اور یہ ارشاد نازل ہوا:

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللهِ يَجِدْ فِي الأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً (النساء۔ 100)

اور جو شخص اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائیگا۔

(7) پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور اللہ تعالی نے فرمایا:

وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ (بنی اسرائیل۔ 80)

اور کہو کہ اے پروردگار مجھے (مدینے میں) اچھی طرح داخل کیجیو۔

(8) پھر مسلمانوں کو ان لوگوں سے قتال کی اجازت دی گئی جو خود مسلمانوں سے قتال کریں:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (البقرہ۔ 190)

اور تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے اور کسی پر

زیادتی نہ کرو بے شک اللہ تعالی حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

(9) پھر خود جہاد شروع کرنے کی اجازت دے دی گئی:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (الحج۔ 39)

(اب) ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت دے دی گئی ہے جن سے کافر لڑتے ہیں اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بلا شبہ اللہ تعالی ان (مسلمانوں) کو غالب کرنے پر قادر ہیں۔

(10) پھر اللہ تعالی نے جہاد کو فرض کر دیا اور مکہ میں پیچھے رہ جانے والوں پر ہجرت فرض کر دی اور یہ آیات نازل ہوئیں:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ (البقرہ۔216)

قتال کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) برا لگتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی بات کو برا سمجھو اور وہ تمھارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے تم ایک کام کو بھلا سمجھو اور وہ تمھارے حق میں برا ہو۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً (التوبہ۔

(123
اپنے قریب کے کافروں سے لڑو اور چاہئے کہ وہ تمھارے اندر سختی پائیں۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (البقرہ۔244)

اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو بے شک اللہ تعالی خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں۔

اور اسی طرح کی دوسری آیات نازل ہوئیں۔

(11) پھر جہاد کو ایک ایسی لازمی چیز قرار دے دیا گیا جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبہ۔111)

بے شک اللہ تعالی نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے خرید لیا ہے وہ لوگ اللہ کے راستے میں

لڑتے ہیں پھر قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں (یہ) اللہ کے ذمہ سچا وعدہ ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پھر تم خوشیاں مناؤ اس معاملے (خرید و فروخت) پر جو تم نے اللہ سے کیا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

مراد اس آیت سے یہ ہے کہ جب جہاد کو فرض کر دیا گیا تو اسے ماننا اور کرنا ایمان کا جزء بن گیا اور اس کی فرضیت اس شرط پر ہوئی جو اس میں نکل کر قتل کرے گا یا قتل ہو گا تو اسے جنت ملے گی اور اس چیز کو ایک خرید و فروخت کی شکل میں پیش کیا گیا کہ مسلمان مجاہدین بیچنے والے ہیں۔ اللہ تعالی خریدار ہے اور خریدنے والا جب قیمت پیش کر دے تو بیچنے والے پر بیچی گئی چیز دینا لازم ہو جاتا ہے پس اس سے جہاد کی فرضیت اور اس کا لازم ہونا سمجھ میں آگیا (شعب الایمان للبیہقی)

ایک اعرابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ یہی آیت تلاوت فرما رہے تھے اس نے پوچھا یہ کس کا کلام ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالی کا کلام ہے اس نے کہا اللہ کی قسم یہ تو نفع والا سودا ہے ہم اس خرید و فروخت کو کبھی ختم نہیں کریں گے چنانچہ

جہاد میں نکل کر شہید ہو گیا۔

غزوات کی تعداد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات مبارک [جن میں آپ بنفس نفیس تشریف لے گئے] ابن اسحٰق اور موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مطابق ستائیس ہیں اور باقی حضرات نے ان کی تعداد پچیس بتائی ہے جب کہ بعض روایات سے ان دونوں کے علاوہ تعداد بھی معلوم ہوتی ہے اور وہ سرایا جن میں آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھیجا [اور خود تشریف نہیں لے گئے] ابن سعد اور حافظ و میاطی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق چھپن ہیں موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ سرایا کی تعداد سینتالیس ہے جبکہ بعض نے اڑتالیس اور بعض نے چھتیس کی تعداد بھی بتائی ہے۔ واللہ اعلم۔

غزوات کا بالترتیب ذکر

اب ہم ابن اسحٰق کی روایت سے ترتیب وار غزوات اور سرایا کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(1)غزوہ الابواء

اسے غزوہ ودان بھی کہتے ہیں یہ صفر 1ھ میں پیش آیااور اس میں لڑائی نہیں ہوئی۔

(2)غزوہ بواط

یہ ربیع الاول 2ھ میں پیش آیا۔

(3)غزوۃ العشیرہ

یہ جمادی الاولٰی 2ھ میں پیش آیا۔

(4)غزوہ بدر الاولٰی

یہ ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق غزوۃ العشیرۃ کی چند راتوں کے بعد پیش آیا آپ اس میں کرز بن جابر الفہری کے پیچھے نکلے تھے۔

(05)غزوہ بدر الکبریٰ

یہ عظیم الشان معرکہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی اور کافروں کے رؤسا کو ہلاک فرمایا سترہ رمضان 2ھ کی صبح پیش آیا۔

☆حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ اور مشرکوں کی تعداد ایک ہزار تھی اور اس

لڑائی میں ہر تین مسلمان ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔(صحیح مسلم)

صحیح بخاری شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کئی صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد طالوت کے اس لشکر کے برابر تھی جنہوں نے [شرط پوری کرکے] نہر کو عبور کرلیا تھا۔ (بخاری)

غزوہ بدر کے بعض اہم واقعات

مکہ مکرمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ایک اونٹ سوار آیا اور اس نے ابطح میں کھڑے ہوکر چیخ کر یہ اعلان کیا اے آل غدر تین دن میں اپنے قتل ہونے کی جگہ کی طرف نکلو۔ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہوگئے پھر وہ اپنا اونٹ لے کر مسجد حرام کی طرف گیا اور وہاں پر اس نے کعبہ کی چھت پر کھڑے ہوکر پھر وہی اعلان کیا پھر وہ جبل ابی قبیس پر چڑھ گیا اور وہاں سے وہی آواز لگائی اور اوپر سے اس نے ایک چٹان پھینکی جب وہ چٹان نیچے پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں اس کا کوئی ٹکڑا نہ گرا ہو۔

عاتکہ نے اپنے بھائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ خواب بتایا اور کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ تمھاری قوم پر کوئی بڑی بلا اور مصیبت آنے والی ہے مگر تم یہ خواب کسی کو نہ بتانا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ خواب اپنے قریبی دوست ولید بن عتبہ کو بتایا اور اسے یہ خواب خفیہ رکھنے کی ہدایت کی مگر ولید نے اپنے باپ کو بتایا اور یوں یہ خواب پورے مکہ میں پھیل گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مسجد حرام گئے تو ابو جہل نے انہیں طنزاً کہا کہ ابو الفضل تمھارے مرد تو نبوت کا دعویٰ کرتے تھے اب تمھاری عورتیں بھی اس کا دعویٰ کرنے لگی ہیں۔ حضرت عباس نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ تو اس نے عاتکہ رضی اللہ عنہا کا خواب بیان کیا اور کہنے لگا اگر تین دن میں یہ خواب سچا نہ نکلا تو ہم لکھ کر لٹکا دیں گے کہ تمھارا گھرانہ عرب کا سب سے جھوٹا گھرانہ ہے۔ ابو جہل نے اس خواب کو لے کر حضرت عباس اور ان کے گھرانے کو خوب بدنام کیا تو تیسرے دن حضرت عباس ابو جہل کا علاج کرنے کے لئے نکلے مگر جب آپ حرم میں پہنچے تو ابو جہل تیزی سے باہر نکل رہا تھا کیونکہ اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کی آواز سن لی تھی وہ اپنے اونٹ پر کھڑا ہوا تھا اور اس نے کپڑے پھاڑ رکھے تھے اور اونٹ کی ناک کاٹ

رکھی تھی اور کجاوہ الٹا پھیرا ہوا تھا اور وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا اے قریش والو! اپنے قافلے کی خبر لو تمھارے اموال ابوسفیان کے قافلے میں ہیں اور اس پر محمد اور ان کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا ہے۔ بھاگو، جلدی کرو، مدد کو پہنچو یہ سنتے ہی لوگ جلدی جلدی تیاری کرنے لگے اور کہنے لگے کہ کیا محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] نے اسے ابن الحضرمی کا قافلہ سمجھ رکھا ہے۔ ہر گز نہیں وہ اب کچھ اور دیکھیں گے۔ اہل مکہ میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں بچا جو نہ خود نکلا ہو یا اس نے اپنی جگہ کسی کو نہ بھیجا ہو۔

• حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ستر اونٹوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے ہر اونٹ پر تین آدمی باری باری سوار ہوتے تھے راستے میں آپ کو قریش مکہ کے لشکر کی روانگی کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو اس کی اطلاع فرمائی اور انہیں مشورہ کے لئے جمع فرمایا سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اظہار جانثاری فرمایا پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اظہار جانثاری فرمایا ان کے بعد حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا

اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس کام کا حکم دیا ہے آپ اس کو سرانجام دیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہیں کہیں گے کہ اے موسیٰ تم اور تمھارا رب جاکر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم تو یوں کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا رب قتال کرے ہم بھی آپ کے ساتھ قتال کریں گے اگر آپ ہمیں برک الغماد [نامی مقام] تک لے جائیں تو ہم آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد کی اس گفتگو کی تعریف فرمائی اور انہیں دعائے خیر سے نوازا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگوں مجھے مشورہ دو یہ جملہ آپ نے تیسری بار فرمایا تھا چنانچہ اسے سن کر انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذ فرمانے لگے یارسول اللہ شائد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم انصار سے پوچھ رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے۔ اطاعت اور جانثاری کے بارے میں ہم آپ سے پختہ عہد وپیمان کر چکے ہیں، آپ جو

چاہئے کر گزریئے ہم آپ کے ساتھ ہیں قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا ہم کل دشمنوں سے مقابلے کو برا نہیں سمجھتے ہم لڑائی میں ثابت قدم رہنے والے اور مقابلے کا حق اداء کرنے والے لوگ ہیں امید ہے کہ اللہ تعالٰی ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی آپ اللہ کے نام پر ہمیں لے چلئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ باتیں سن کر خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نام پر چلو اور تم کو بشارت ہو اللہ تعالٰی نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ابوجہل یا ابوسفیان کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر فتح و نصرت عطاء فرمائے گا اللہ کی قسم گویا کہ میں مشرکوں کے قتل ہو کر گرنے کی جگہ دیکھ رہا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا اور بدر کے قریب آکر آپ نے پڑاؤ ڈالا۔

• حضرت حباب بن منذر بن جموع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے یہ پڑاؤ اللہ کے حکم سے ڈالا ہے تو پھر ہمارے لئے

یہاں سے آگے پیچھے ہٹنے کی کوئی گنجائش نہیں یا آپ نے جنگی حکمت عملی کے تحت اس جگہ کو منتخب فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جگی حکمت عملی کے تحت ہے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول پھر تو ہمیں مشرکین کے سب سے قریبی پانی کے پاس پڑاؤ ڈالنا چاہیئے تاکہ ہم پیچھے سے کنویں کو بند کر دیں اور حوض بنا کر پانی جمع کرلیں اور یوں مشرکین کو پانی نہیں مل سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشورے کو پسند فرمایا اور اس پر عمل فرمایا ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر حضرت حباب کے مشورے کی تائید فرمائی۔ (طبقات ابن سعد)

• ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق قریش نے عمیر بن وھب جمعی کو بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا اندازہ لگا کر آؤ اس نے لشکر کے گرد گھوڑا گھمایا اور کہنے لگا تین سو سے کچھ زیادہ یا کچھ کم ہیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے پیچھے کوئی کمین گاہ تو نہیں بنائی ہوئی کہ جس میں انہوں نے کمک چھپار کھی ہو چنانچہ وہ دور دور تک گھوڑا دوڑاتا رہا اور واپس آکر کہنے لگا میں نے کچھ نہیں دیکھا لیکن اے قریش والو میں نے ہر طرف مصیبتیں

ہی مصیبتیں دیکھی ہیں یثرب کے اونٹ اپنے اوپر سرخ موت کو اٹھا کر لائے ہیں تمھارے مقابلے میں ایسے لوگ ہیں جن کی پناہ گاہ صرف ان کی تلواریں ہیں بخدا اگر تم ان میں سے کسی کو قتل کروگے تو تمھیں بھی قتل ہونا پڑے گا اگر تم میں سے ان کی تعداد کے برابر لوگ قتل ہو گئے تو زندہ رہنے کا کیا فائدہ ہو گا اس لئے آپس میں مشورہ کرلو۔ اسی وقت عامر بن حضرمی کھڑا ہوا اور اس نے اپنے پرانے مقتولوں کا نام لے کر لوگوں کو پھر بھڑکا دیا۔

• مشرکوں میں سے سب سے پہلے اسود بن عبد الاسود مخزومی نامی شخص نکلا یہ بہت برا اور بد اخلاق آدمی تھا اس نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ یا تو مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا اس حوض کو گرادوں گا یا میں اس کی خاطر مر جاؤں گا جب وہ آگے بڑھا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسے روکنے کے لئے نکلے دونوں میں مقابلہ ہوا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اس کا پاؤں پنڈلی کے درمیان کاٹ دیا وہ گر گیا اور پھر گھسٹ کر حوض کی طرف بڑھنے لگا کیونکہ وہ اپنی ضد اور قسم پوری کرنا چاہتا تھا مگر جب وہ حوض تک پہنچا تو وہیں حضرت حمزہ نے اسے مار دیا اور وہ حوض میں

گر گیا۔

• مشرکین کی طرف سے باقاعدہ مبارزے کے لئے تین افراد نکلے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ انہوں نے للکار کر مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی مسلمانوں کی طرف سے تین انصاری صحابی نکلے۔ یہ تھے حضرت عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ دونوں عفراء کے بیٹے اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔ مشرکین نے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم انصار میں سے ہیں تو مشرکین میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا اے محمد ہمارے قوم میں سے ہمارے جوڑ کے افراد نکالو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبیدہ بن حارث، اے حمزہ، اے علی کھڑے ہو جاؤ، حکم کے مطابق یہ تینوں حضرات نکل کھڑے ہوئے [چونکہ چہروں پر نقاب تھے اس لئے] مشرکین نے ان سے بھی نام پوچھے جب انہوں نے نام بتائے تو مشرکوں نے کہا ہاں تم ہمارے برابر کے محترم لوگ ہو مقابلہ شروع ہوا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ اور ولید کو بغیر مہلت دیئے قتل کر دیا جبکہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ (جو بڑی عمر کے تھے) کا عتبہ کے ساتھ مقابلہ

ہوتا رہا دونوں نے ایک دوسرے کو زخمی کیا حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا پاؤں کٹ گیا تھا اسی وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی مدد کو آپہنچے اور انہوں نے عتبہ کا کام تمام کیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے لے آئے۔

• حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کی صفیں سیدھی فرما کر اپنے عریش [یعنی اپنے لئے بنائے گئے مخصوص چھپر] پر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق کے سوا اور کوئی نہیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آکر دعاء میں مشغول ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاء کے دوران یہ بھی فرمایا اے میرے پروردگار اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک کر دی گئی تو پھر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کی دعائیں سن لی ہیں اور وہ آپ سے اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلکی سی اونگھ آئی پھر آپ بیدار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشخبری لو اے ابو بکر اللہ کی مدد آچکی ہے یہ جبرئیل اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اسے ہانک رہے ہیں

اور ان کے دانتوں پر غبار ہے۔

• غزوہ بدر کے دن ایسی ہوا چلی کہ اس جیسی سخت ہوا انہوں کے کبھی نہیں دیکھی تھی پھر وہ ہوا چلی گئ اور دوسری بار ہوا آئی پھر وہ بھی چلی گئ اور تیسری بار ہوا آئی۔ پہلی بار جو ہوا آئی تھی وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ، دوسری بار کی ہوا ایک ہزار فرشتوں کے ہمراہ حضرت میکائیل علیہ السلام تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف اترے، تیسری بار کی ہوا ایک ہزار فرشتوں کے ہمراہ حضرت اسرافیل تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف اترے اس دن کئی کافروں کے سر اڑ گئے مگر معلوم نہ ہوا کہ اسے کس نے مارا ہے اور بعض لوگوں کے ہاتھ کٹ گئے مگر کاٹنے والا کوئی نظر نہ آیا۔ (طبقات ابن سعد)

☆ حضرت ربیع بن انس فرماتے ہیں کی بدر کے دن ہم مقتول مشرکوں میں سے فرشتوں کے ہاتوں قتل ہونے والوں کو گردن اور جوڑوں پر آگ سے جلے ہوئے کالے نشانوں سے پہچانتے تھے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ایک فرشتہ ہی سب مشرکوں کے لئے

کافی تھا تو پھر اتنے سارے فرشتے کیوں بیجھے گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کے دلوں کو مطمئن کرنے کے لئے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے اظہار کے لئے اتنی تعداد میں فرشتے بھیجے۔

بعض علماء کا یہ بھی فرمانا ہے کہ اللہ تعالی نے اتنے فرشتے اس لئے بھیجے کیونکہ اللہ تعالی نے ان فرشتوں کو قیامت کے دن تک کے لئے جہاد کرنے والا بنادیا ہے چنانچہ مسلمانوں کا جو لشکر ایمان اور ثابت قدمی کے ساتھ لڑتا ہے۔ یہ فرشتے اترتے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر لڑتے ہیں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کے غزوہ بدر میں جن پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے اللہ تعالی نے مسلمانوں کی مدد فرمائی تھی وہ قیامت کے دن تک مجاہدین کے مددگار ہیں۔

☆ حضرت رفاعی بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا کہ آپ لوگوں میں بدر والوں کا کیا مقام ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں مسلمانوں میں سب سے افضل شمار کیا جاتا ہے حضرت

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح بدر میں شریک ہونے والے فرشتوں کا حال ہے یعنی انہیں بھی فرشتوں میں افضل سمجھا جاتا ہے۔ (بخاری)

• حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی لیکر شاھت الوجوہ فرما کر قریش کی طرف پھینکی اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ علیہ وسلم کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا تھوڑی دیر میں مشرکین کو شکست ہو گئی اور ان کے کئی بڑے سردار مارے گئے اور کئی گرفتار ہوئے۔

• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑا اوپر سے ایک کوڑے اور ایک گڑ سوار کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا اے حیزوم آگے بڑھ اس کے بعد مسلمان نے دیکھا کہ وہ مشرک زمین پر چت پڑا ہوا ہے اور اسکی ناک اور چہرہ کوڑے کی ضرب سے پھٹ کر نیلا ہو گیا ہے اس انصاری صحابی نے یہ سارا واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ چوتھے آسمان کی مدد تھی اس دن ستر مشرک مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔ (مسلم)

• قاسم بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جس دن قریش مکہ کا مسلمانوں سے مقابلہ ہوا اس دن جنات میں سے ایک پکارنے والے جن نے بلند آواز میں اشعار پڑھے مگر وہ خود نظر نہیں آرہا تھا [اشعار کا مفہوم یہ ہے]

حنیفی جنگ کے لئے بدر کی طرف بڑھ رہے ہیں
اور ان کی یلغار کے ذریعے کسریٰ اور قیصر کی حکومتیں ٹوٹ جائیں گی
اس جنگ نے قریش کے مردوں کو ہلاک کر دیا
اوان کی عورتوں کو حسرت کے ساتھ سینہ پیٹتے ہوئے گھروں سے نکال دیا
ہلاکت ہے اس کے لئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہوا
اور ہدایت کے راستے سے بھٹک کے گمراہیوں میں پڑ گیا

کسی نے یہ آواز سن کر پوچھا کہ حنیفی کون ہے تو دوسروں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی۔ کیونکہ ان کا گمان ہے کہ وہ حضرت ابراہیم حنیف کے دین پر ہیں ابھی یہ لوگ باتیں کر رہے تھے کہ انہیں بدر میں مشرکین کی شکست کی خبر پہنچ گئی۔

(6)غزوہ بنی سلیم

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس تشریف لے آئے تو ابھی آپ نے سات راتیں بھی نہیں قیام نہیں فرمایا تھا کہ آپ خود بنی سلیم سے مقابلے کے لئے نکلے اور آپ کدر نامی چشمے تک پہنچ گئے وہاں آپ نے تین دن قیام فرمایا اور کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔(السیرۃ النبویہ لابن ہشام)

(7)غزوہ بنی قینقاع

2ھ شوال کی پندرہ تاریخ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا بیسواں مہینہ شروع ہو چکا تھا یہ غزوہ پیش آیا مدینہ منورہ میں موجود یہودیوں میں سے یہ سب سے پہلا قبیلہ تھا جس نے عہد شکنی کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سختی سے جواب دیا اور جنگ کے لئے قلعہ بند ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعے کا سخت محاصرہ کر لیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ یہ معاہدہ کر کے قلعہ سے اتر آئے کہ ان کے اموال مسلمانوں کے ہونگے اور ان کی عورتیں اور بچے خود ان کے رہیں گے قلعے سے اترنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی

مشکیں باندھ دیں اور اس کام پر حضرت منذر بن قدامہ کو مقرر فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کی منت سماجت کرنے پر انہیں قتل کرنے کے بجائے اپنے مال و اسباب سمیت جلاوطن ہونے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ وہ اذرعات کی طرف چلے گئے۔(طبقات ابن سعد)

(8)غزوہ سویق

5 ذی الحجہ 2ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم [دوسو سواروں کو لے کر] ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے کے لئے نکلے مگر مشرکین بھاگ گئے اور جاتے وقت خود کو ہلکا کرنے کے لئے ستو کی تھیلیاں پھینکتے گئے اسی مناسبت سے اس غزوہ کا نام سویق پڑ گیا[سویق عرب میں ستو کو کہتے ہیں]

(9)غزوہ غطفان

اسی کو غزوہ انمار اور غزوہ ذی اَمر بھی کہتے ہیں یہ ربیع الاول 3ھ میں پیش آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا اور خود چار سو پچاس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ روانہ ہوئے مگر اس غزوے میں بھی لڑائی نہیں ہوئی۔

(10) غزوہ بنی سلیم

اس کو غزوہ نجران یا بجران بھی کہتے ہیں یہ جگہ حجاز کا معدن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کچھ دن قیام فرمایا[دشمن بھاگ چکے تھے اس لئے] جمادی الاولیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی فرمائی۔[یہ پہلے والے غزوہ بنی سلیم کے علاوہ ہے اور سیرت کی کتابوں میں غزوہ بجران کے نام سے مشہور ہے]

(11) غزوہ احد

یہ غزوہ 7 شوال 3ھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بتیسویں مہینے کے آغاز میں پیش آیا اس لڑائی میں مسلمانوں کی تعداد سو تھی جبکہ مشرکین کا لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان کے پاس سات سو زرہیں دو سو گھوڑے تین ہزار اونٹ تھے جبکہ مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے ابتداء میں جتنے مشرک بھی مقابلے کے لئے نکلے مسلمانوں نے انہیں خاک وخون میں تڑپا دیا یہاں تک کہ جب مشرکوں کا جھنڈا اٹھانے والا کوئی نہیں رہا تو ایک عورت نے یہ جھنڈا اٹھالیا یہ دیکھ کے پھر مشرک لڑنے کے لئے تیار ہو گئے لیکن جب آخری جھڈا بردار بھی قتل ہو گیا تو مشرک بھاگ

کر بے تحاشہ دوڑنے لگے اور ان میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا اور ان کی عورتیں ہلاکت ہلاکت پکار رہی تھی مسلمان ان کا پیچھا کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں پیچھے درے پر مقرر مسلمان تیر اندازوں میں سے اکثر نے اپنی وہ جگہ چھوڑ دی جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابو جہل [جو دونوں اس وقت مشرکین کے ساتھ تھے] نے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ جس سے مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا۔ اسی اثنا میں شیطان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ اڑادی جس سے مسلمانوں کے پاؤں اکڑ گئے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ڈٹ کر لڑتے رہے اس غزوے کے متفرق واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

(12)غزوہ حمراء الاسد

اتوار کی صبح 16 شوال 3ھ میں یہ غزوہ پیش آیا قریش مکہ جب غزوہ احد سے واپس مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو انہیں راستے میں خیال آیا کہ ہم نے اپنا کام مکمل نہیں کیا چنانچہ ہمیں واپس جاکر مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ خود مقابلے کے لئے نکل

پڑے اور آپ کے زخمی صحابہ نے بھی بھرپور ساتھ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے نکل کر آٹھ میل دور حمراء الاسد نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا مشرکین کو جب اسکی اطلاع ملی تو وہ خوف زدہ ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور انہوں نے مدینہ منورہ پر حملے کا ارادہ منسوخ کر دیا۔

(13)غزوہ بنی نضیر

یہ غزوہ ربیع اول 4ھ میں پیش آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا چھتیسواں مہینہ شروع ہوا تھا یہودیوں کے قبیلے بنی نضیر نے عہد شکنی اور شرارت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا کئی دن کے محاصرے اور مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے باغات کی تباہی کے بعد ان کے دلوں پر اللہ تعالی نے رعب طاری کر دیا اور انہوں نے صلح کی درخواست کی چنانچہ انہیں اسلحے کے سوا باقی اتنا سامان جو ان کے اونٹ اٹھا سکیں لے کر جلا وطن ہونے کی اجازت دے دی گئی ان میں سے اکثر نے خیبر کا رخ کیا جبکہ بعض شام جا کر آباد ہو گئے اس واقعے کے بیان میں قرآن مجید کی سورہ حشر نازل ہوئی۔

(14) غزوہ ذات الرقاع

یہ غزوہ جمادی الاولیٰ 4ھ میں پیش آیا رقاع کپڑے کے چیتھڑوں کو کہتے ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس غزوہ میں چلتے چلتے ہمارے پاؤں پھٹ گئے تھے اور ہم نے ان پر کپڑوں کے چیتھڑے لپیٹ لئے تھے اسی مناسبت سے اس غزوے کا نام ذات الرقاع پڑ گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ رقاع اس جگہ کے ایک درخت یا پہاڑ کا نام تھا اس کی طرف یہ غزوہ منسوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ بنی محارب بنی ثعلبہ اور بنی غطفان کے مقابلے کے لئے نکلے تھے اس غزوے میں آپ نے صحابہ کرام کو صلوٰۃ الخوف بھی پڑھائی۔

(15) غزوہ بدر صغریٰ

اس غزوے کو غزوہ بدر موعد بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ شعبان 4ھ میں پیش آیا گذشتہ سال احد کے موقع پر ابوسفیان سے آئندہ سال بدر کے مقام پر جنگ کا وعدہ تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تشریف لائے اور آٹھ دن تک قیام

فرمایا۔ ابوسفیان بھی مکہ سے نکلا مگر اسے ہمت نہ ہوئی اور راستے سے لوٹ گیا۔

(16)غزوہ دومۃ الجندل

ربیع الاول 5ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دومۃ الجندل [نامی مقام] کی طرف سے بہت بڑے لشکر کے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے ارادے کا علم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لے کر روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے لشکر کے ساتھ چلتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے جب دومۃ الجندل والوں کو اس لشکر کی اطلاع ملی تو وہ بھاگ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیس ربیع الثانی 5ھ میں واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

(17)غزوہ خندق یا احزاب

یہ غزوہ شوال 5ھ میں پیش آیا جب مشرکین نے مدینہ منورہ پر مشترکہ چڑھائی کی اور ابوسفیان کی قیادت میں قریش، عیینہ بن حصن کی قیادت میں غطفان کے مشرک بنو فزارہ بنو مرہ اور اشجع قبائل کے مشرکین کے ساتھ مل کر دس ہزار کی تعداد میں مدینہ منورہ کی طرف بڑھے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تین ہزار مسلمانوں کو جمع فرمایا اور ان کے مشورے سے مدینہ کے باہر خندق کھودی، مشرکین کا لشکر اس خندق کے پاس آکر رک گیا۔ خندق کے دوسری طرف مسلمانوں کا لشکر تھا۔ بیس دن سے زائد دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑے رہے اور تیروں اور پتھروں کا تبادلہ ہوتا رہا۔ مشرکین کی طرف سے عمرو بن عبدود خندق پار کرنے میں کامیاب ہوا مگر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ مسلمانوں کو اس لڑائی میں سخت خوف، سردی، اور بھوک پیاس کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر حضرت نعیم بن مسعود اشجعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ میں اپنی قوم سے چھپ کر مسلمان ہو چکا ہوں آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک تجربہ کار آدمی ہو تم سے جو ہو سکے مشرکین کے خلاف تدبیر کرو کیونکہ جنگ نام ہی اصل میں حیلہ اور تدبیر کا ہے۔ حضرت نعیم بن مسعود پہلے یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ کے پاس آئے جاہلیت کے زمانے میں آپ کے ان سے قریبی تعلقات تھے آپ نے ان سے آکر پہلے خوب اپنی محبت جتائی اور پھر انہیں سمجھایا کہ قریش اور غطفان تو باہر سے

آئے ہوئے لوگ ہیں جبکہ تم تو مدینہ کے رہنے والے ہو۔ آج قریش اور غطفان محمد اور ان کے ساتھیوں پر حملے کے لئے آئے ہیں اور تم بلا شرط ان کی مدد کر رہے ہو حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ اگر قریش کو فتح ہو گئی تو ٹھیک ہے لیکن اگر انہیں شکست ہوئی تو وہ اپنے علاقوں میں چلے جائیں گے اور تم یہاں مسلمانوں کے سامنے اکیلے رہ جاؤ گے اور پھر جو کچھ تمھارے ساتھ ہو گا وہ تمھیں معلوم ہے اس لئے میری نصیحت یہ ہے کہ تم قریش اور غطفان کی اس وقت تک مدد نہ کرو جب تک وہ اپنے چند بڑے معزز لوگ تمھارے ہاتھوں میں رہن نہ رکھ دیں یہودیوں نے کہا یہ تو بہت اچھا مشورہ ہے اور ہم اسی کے مطابق کریں گے۔ اس کے بعد حضرت نعیم رضی اللہ عنہ قریش کے پاس آئے اور ان سے اپنی محبت اور دوستی جتائی جس کا قریش نے اقرار کیا پھر انہیں فرمایا کہ مجھے ایک اہم بات پتا چلی ہے جو میں تمہیں بتانا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ تم دھوکہ نہ کھاؤ لیکن میں اس شرط پر بتاؤں گا کہ تم میرا نام نہیں لوگے۔ قریش نے یہ شرط مان لی تو حضرت نعیم نے فرمایا کہ یہوودی محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] سے مل چکے ہیں اور انہوں نے ماضی کی ندامت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی دور کرنے کے لئے

وعدہ کر لیا ہے کہ وہ قریش اور غطفان کے چند بڑے معزز لوگ محمد کے حوالے کریں گے تاکہ انہیں قتل کر دیں اور پھر یہودی اور محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] مل کر باقی قریش والوں کو ختم کر دیں اس لئے اگر یہودی تم سے کچھ معزز لوگ بطور ضمانت کے مانگیں تو تم نہ دینا اس کے بعد حضرت نعیم رضی اللہ عنہ غطفان قبیلے والوں کے پاس تشریف لائے اور ان سے اپنے تعلق اور محبت کو جتلا کر انہیں بھی وہی باتیں بتائیں جو قریش کو بتائی تھیں۔ شوال 5ھ ہفتے کی رات اللہ کی کرنا یہ ہوا کہ ابو سفیان اور غطفان کے رؤسا نے اپنا ایک وفد بنو قریظہ کے پاس بھیجا کہ ہم اس طرح پڑے پڑے تباہ ہو رہے ہیں تم لوگ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ تاکہ ہم صبح حملہ کر کے مسلمانوں کو ختم کر دیں۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ آج ہفتے کا دن ہے ماضی میں بھی اسی دن میں تجاوز کی وجہ سے ہماری قوم پر عذاب آیا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ جب تک تم اپنے کچھ افراد ہمارے پاس رہن نہیں رکھواؤ گے ہم لڑائی کے لئے نہیں نکلیں گے مشرکین کو جب یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے کہا ۔واقعی نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا چنانچہ انہوں نے یہودیوں کو جواب بھیجا کہ ہم کسی کو تمھارے پاس رہن نہیں رکھیں گے اگر تم لڑائی کے لئے نہیں

نکلتے ہو تو پھر ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ یہودیوں نے جب یہ پیغام سنا تو کہنے لگے بے شک نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا اس طرح ان میں پھوٹ پڑ گئی اور اللہ تعالٰی نے سخت طوفانی ہوا بھیج دی جس نے ان کے پورے لشکر کو الٹ کر رکھ دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کے درمیان انتشار کی خبر ملی تو آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر لینے کے لئے بھیجا اور ان کے لئے گرفتاری سے حفاظت کی دعاء فرمائی حضرت حذیفہ ان کے مجمع میں گھس گئے اس وقت ابو سفیان نے اعلان کیا کہ ہر شخص اپنے ساتھ والے کو پہچان لے [تا کہ ہم میں کوئی مخبر نہ گھسا ہوا ہو] حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ یہ اعلان سنتے ہی میں نے اپنے ساتھ والے کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ تم کون ہو اس نے اپنا نام بتا دیا [اور مجھ سے کچھ نہیں پوچھا] اس کے بعد ابو سفیان نے کہا اے قریشیو ! یہ ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے ہمارے جانور ہلاک ہو چکے ہیں بنو قریظہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور اس نے ہمیں سخت پریشان کر دیا ہے اور ہمارا چلنا پھرنا اور بیٹھنا مشکل ہو گیا ہے اس لئے تم واپس لوٹ چلو میں تو جا رہا ہوں یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا۔ حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے خیال آیا کہ میں تیر مار کر ابوسفیان کو ہلاک کر دوں مگر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آگیا کہ اے حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرنا چنانچہ میں واپس آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو خوشخبری سنائی تو آپ نے اللہ کا شکر اداء کیا جب غطفان والوں کو قریشیوں کی واپسی کا پتہ چلا تو وہ بھی فوراً واپس لوٹ گئے۔

(18) غزوہ بنی قریظہ

غزوہ خندق سے واپسی پر صبح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور سب نے اپنا اسلحہ رکھ دیا ظہر کے وقت جبرئیل امین تشریف لائے اور فرمانے لگے یارسول اللہ کیا آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا فرشتوں نے تو ابھی تک اسلحہ نہیں اتارا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی نے آپ کو بنو قریظہ کی طرف کوچ کا حکم دیا ہے میں ان کی طرف جا کر انہیں لرزاتا ہوں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ جو مسلمان بھی فرمانبردار ہے وہ عصر کی نماز بنو

قریظہ میں جا کر پڑھے۔ یہ 23 ذی القعدہ 5ھ بدھ کے دن کا واقعہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ہزار صحابہ کرام تھے اور لشکر میں چھتیس گھوڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کا محاصرہ فرما لیا اور یہ محاصرہ پچیس راتوں تک جاری رہا بنو قریظہ والے سخت تنگی میں پڑ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں رعب ڈال دیا چنانچہ وہ قلعوں سے اتر آئے اور ان کی خواہش پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ان کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو باندیاں اور غلام بنا لیا جائے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو فرمایا کہ آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیصلے کو جاری فرما دیا اور بنو قریظہ کے چھ سو یا سات سو اسلام دشمن یہودیوں کو قتل کر دیا گیا۔

(19) غزوہ بنی لحیان

یہ غزوہ ربیع الاول 6ھ میں پیش آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو سو

سواروں کے ہمراہ حضرت حبیب بن عدی رضی اللہ عنہ، حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء رجیع کا بدلہ لینے کے لئے تشریف لے گئے مگر بنو لحیان بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ گئے۔

(20) غزوہ ذی قرد

یہ غزوہ 6ھ میں حدیبیہ سے پہلے ہوا ذی قرد نامی مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی۔ عیینہ بن حصن فزاری نے اس پر حملہ کر دیا حضرت سلمہ بن اکوع نے کمال بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے ان سب کا اکیلے مقابلہ کیا اور تمام اونٹنیاں بھی چھڑا لیں اور مال غنیمت بھی حاصل فرمایا۔ ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو یا سات سو افراد کو لے کر نکلے [اس کا تفصیلی واقعہ پیچھے گزر چکا ہے]

(21) غزوہ بنی مصطلق

اس کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق یہ شعبان 6ھ میں پیش آیا جبکہ ابن سعد کی روایت کے مطابق یہ غزوہ خندق سے پہلے شعبان 5ھ میں پیش آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حارث بن ابو ضرار نے مسلمانوں پر حملے کے لئے بہت ساری فوج جمع کر

لی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تیز رفتاری سے ان کی طرف کوچ فرمایا اور ان کے مویشیوں کے پانی پلانے کی ایک جگہ پر انہیں پایا اور فوراً ان پر حملہ کر دیا وہ لوگ اس حملے کی تاب نہ لا سکے ان میں سے دس آدمی مارے گئے اور باقی سب مرد عورت بچے بوڑھے گرفتار ہو گئے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں دو ہزار اونٹ پانچ ہزار بکریاں اور دو سو گھرانے آئے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ کو اپنے نکاح میں لے لیا تو مسلمانوں نے تمام قیدی رہا کر دیئے۔

(22)غزوہ حدیبیہ

یہ غزوہ ذی قعدہ 6ھ میں پیش آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ عمرے کے لئے نکلے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ستر اونٹ بھی تھے۔ مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کے لئے جنگ کا ارادہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو روک لیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام سے موت پر اور میدان جنگ سے نہ بھاگنے پر بیعت لی مگر پھر لڑائی کی بجائے صلح ہو گئی۔ تفصیلی واقعات کے لئے سیرت کی کتابوں کی

طرف رجوع فرمائیں۔

(23)غزوہ خیبر

خیبر قلعوں والے ایک شہر کا نام ہے۔ غزوہ حدیبیہ سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم 7ھ میں خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت سلمہ بن اکوع بیان فرماتے ہیں کہ ہم جب خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو میرے چچا حضرت عامر بن اکوع نے اشعار پڑھے [جن کا مفہوم یہ ہے]

اے اللہ تو ہدایت نہ فرماتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے
اور نہ صدقہ خیرات کر سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے
اے پروردگار ہم تیرے فضل و کرم سے بے نیاز نہیں ہیں
پس دشمنوں سے لڑائی کے وقت ہمیں ثابت قدمی عطاء فرما
اور خاص سکینہ ہم پر نازل فرما۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار سن کر پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے فرمایا میں عامر ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالٰی تمھاری مغفرت فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی کو

مغفرت کی دعاء دیتے تھے تو وہ شخص ضرور شہید ہوتا تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ کاش آپ عامر کی شجاعت سے ہمیں چند روز اور نفع عطاء فرماتے۔(مسلم شریف)

اس جنگ کے دوران اہل خیبر کا مشہور سردار مرحب مقابلے کے لئے نکلا اور اس نے یہ شعر پڑھا[مفہوم]

اہل خیبر اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں
سلاح پوش، بہادر اور تجربہ کار ہوں

حضرت عامر بن اکوع اس کے مقابلے میں نکلے تو آپ نے یہ شعر پڑھا [مفہوم]

اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں عامر ہوں
سلاح پوش، بہادر اور جنگوں میں گھسنے والا ہوں

مقابلے کے دوران حضرت عامر کی تلوار پلٹ کر ان کے اپنے گھٹنے پر لگی جس سے وہ شہید ہوگئے ان کے اس طرح شہید ہونے پر بعض لوگوں نے کہا کہ عامر کے سارے اعمال ضائع ہوگئے حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ میں روتا ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہوا اور میں نے لوگوں کی یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ جھوٹ بولتے ہیں عامر رضی اللہ عنہ کے دو اجر ہیں [ایک شہید کا اور دوسرا لوگوں کی ان باتیں بنانے کا] پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس قلعے کی فتح کے لئے اب ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں میں ان کو ہاتھ سے پکڑ کر لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعاب مبارک لگایا تو وہ ٹھیک ہو گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا تو آپ مرحب کے مقابلے میں نکلے مرحب نے میدان میں نکل کر وہی اشعار پڑھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھے [مفہوم]

میں وہی ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر یعنی شیر رکھا ہے

اور جنگل کے شیر کی طرح دیکھنے والوں کو ہیبت میں ڈالنے والا ہوں

مقابلہ شروع ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں

مرحب کے سر کو دو ٹکڑے کر دیا پھر اس کا بھائی یاسر مقابلے میں نکلا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی بات زیادہ درست ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کو قتل کیا جبکہ بعض لوگ حضرت محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ کو مرحب کا قاتل بتاتے ہیں۔

☆حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خیبر کے قریب صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین۔

[اللہ سب سے بڑا ہے خیبر تباہ ہو گیا بے شک جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے]

یہود آپ کے لشکر کو دیکھ کر گلیوں میں بھاگنے لگے آپ نے لڑنے والوں کو قتل کیا اور باقی کو قیدی بنایا۔

(24) عمرۃ القضاء

اس کا نام قصاص بھی ہے علامہ سہیلی نے اسی نام کو ترجیح دی ہے بعض اہل سیر نے اسے غزوات میں شمار نہیں کیا محمد بن اسحٰق کی روایت ہے کہ خیبر سے واپسی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور آپ مختلف سرایا کو روانہ فرماتے رہے۔ پھر ذی قعدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے سال کے عمرے کو قضا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے جب آپ عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پکڑ رکھی تھی اور وہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ [مفہوم]

او کافروں کے بچو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑ دو

آگے سے ہٹ جاؤ اور ساری خیریں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں

اے میرے پروردگار! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں پر ایمان رکھتا ہوں

اور ان کے قبول کرنے کو اللہ کا حق جانتا ہوں

ہم تم سے جہاد اور قتال اس کا حکم مانتے ہوئے کرتے ہیں

جیسا کہ قرآن کو نہ ماننے کی وجہ سے ہم تم سے لڑتے ہیں

ہم تمھیں ایسی مار ماریں گے کہ تمھاری کھوپڑیاں سر سے الگ ہو جائیں گی

اور دوست کو دوست بھول جائے گا

(سیرت ابن ہشام)

(25)فتح مکہ

مسلمانوں کا دس ہزار کا لشکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت مبارکہ میں رمضان 8 ھ میں مکہ میں داخل ہوا اور بعض حضرات نے مجاہدین کی تعداد بارہ ہزار بتائی ہے۔

(26)غزوہ حنین

اسے غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں یہ غزوہ 6 شوال 8ھ میں پیش آیا۔ مسلمانوں نے جب مکہ مکرمہ فتح کر لیا تو حنین میں مقیم ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں کو بھی خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں مسلمان ان پر حملہ نہ کر دیں چنانچہ یہ سارے قبائل اور ان کی تمام شاخیں اپنے سردار مالک بن عوف نضری کی

قیادت میں جمع ہو گئیں ان کی تعداد بیس ہزار تھی یہ لشکر مسلمانوں کی طرف سے روانہ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بارہ ہزار کا لشکر لے کر نکلے ان میں دس ہزار کا مدنی لشکر اور دو ہزار اہل مکہ تھے ابتداء میں مسلمانوں کو ہوازن اور ثقیف کے تیر اندازوں نے پیچھے دھکیل دیا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں تیروں کے درمیان ڈٹے رہے اور مسلمانوں کو آوازیں دیتے رہے بالآخر مسلمان جمع ہو گئے اور دشمنوں کو شکست ہوئی اور ان کے چھ ہزار افراد مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو گئے جبکہ ان کے علاوہ چوبیش ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ لگی۔

(27) غزوہ طائف

شوال 8 ھ ہی میں غزوہ طائف پیش آیا حنین میں شکست کے بعد ثقیف کے لوگ طائف واپس آکر قلعہ بند ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر سمیت تشریف لاکر ان کا محاصرہ کر لیا اہل طائف نے خوفناک تیر اندازی کی جس سے بارہ مسلمان شہید ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دبابہ اور منجنیق بھی استعمال فرمائی کئی صحابہ کرام دبابہ میں بیٹھ کر

قلعہ کی دیوار میں نقب لگانے کے لئے آگے بڑھے تو اہل قلعہ نے اوپر سے لوہے کی گرم سلاخیں برسانا شروع کر دیں جس کی وجہ سے انہیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باغات کاٹنے کا حکم دیا تو انہوں نے آپ کو اللہ اور قرابتوں کے واسطے دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامیں اللہ اور قرابتوں کے لئے ان کو چھوڑ دیتاہوں پھر آپ نے قلعے کے پاس یہ آواز لگوائی کہ جو غلام بھی قلعے سے اتر کر آجائے گا وہ آزاد ہے چنانچہ بارہ تیرہ غلام نیچے اتر آئے ان میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل بن معاویہ دیلمی رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے نوفل رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ لومڑی اپنے بھٹ میں ہے اگر آپ یہاں ٹھہرے رہے تو اسے پکڑ لیں گے اور اگر آپ چھوڑ دینگے تو وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچاسکتے۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واپسی کے اعلان کا حکم دے دیا۔ کچھ دنوں بعد اہل طائف خود مسلمان ہوگئے اور ان کے سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوگئے۔

(28) غزوہ تبوک

رجب 9ھ بروز جمعرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار جانثاروں کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہوئے ۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے نصارائے عرب کے بلانے پر اپنا لشکر جرار مسلمانوں کے مقابلے کے لئے روانہ کر دیا تھا اور انہیں ایک سال کی تنخواہ پیشگی دے دی تھی اور اس لشکر کا اگلا حصہ بلقاء تک پہنچ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی، قحط اور مشکل کے وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نکلنے کا حکم دیا چنانچہ مخلص اہل ایمان اس حالت میں بھی نکل کھڑے ہوئے جبکہ منافق بہانے بنانے لگے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترغیب دینے پر مالدار مسلمانوں نے خوب اپنا مال خرچ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں حاصل کیں جبکہ بعض غریب مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور جہاد میں نکلنے کے لئے سواری مانگنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس تو سواریاں نہیں ہیں اس پر وہ روتے روتے واپس ہو گئے اور ان کے اس رونے کا تذکرہ قرآن مجید نے بھی کیا۔

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم تبوک روانہ ہوئے اور میں مدینہ منورہ میں رہ گیا میری دو بیویاں تھیں ایک دن سخت گرم دوپہر کے وقت ان دونوں بیویوں نے میرے لئے چھپر پر چھڑکاؤ کیا اور ٹھنڈا پانی اور کھانا لا کر رکھا تو یہ منظر دیکھ کر میں نے کہا ابو خیثمہ تو تو ٹھنڈے سائے میں حسین بیویوں کے ساتھ عیش کر رہا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی اور لو میں ہیں یہ تو انصاف کی بات نہیں ہے پھر میں نے اپنی بیویوں سے کہا کہ اللہ کی قسم میں تم میں سے کسی کے چھپر کے نیچے نہیں آؤں گا جب تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ پہنچ جاؤں تم دونوں میرا توشہ تیار کرو انہوں نے توشہ تیار کیا میں اپنی سواری لے کر نکل پڑا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آملا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سے زائد راتیں تبوک میں قیام فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

یہ وہ غزوات تھے جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس تشریف لے گئے۔

[سبحان اللہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تو آٹھ سال کے عرصے میں ستائیس یا اٹھائیس بار ہاتھوں میں اسلحہ اٹھا کر میدانوں میں نکلیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے دعوے کرنے والے کچھ لوگ

زندگی بھر جہاد کا نام تک نہ لیں کیا آج ہماری زندگیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سے زیادہ قیمتی ہیں؟ کیا ہمارے اوقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قیمتی ہیں؟ یا نعوذ باللہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مصروف ہیں؟ یا ہم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ذمے داریاں ہیں؟ کچھ بھی نہیں بلکہ بات تو صرف ایمان کی ہے بے شک جس میں ایمان ہو گا وہ یہ سن کر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بار جہاد کے لئے نکلے تھے کبھی چین سے گھر نہیں بیٹھے گا بلکہ وہ بھی جنت اور نجات کے ان میدانوں کی طرف دیوانہ وار دوڑے گا]

غزوات سے اسباق:

غزواتِ نبوی (ﷺ) سے رہنما اصول و اسباق کی فہرست طویل ہے جنہیں اپنی روزمرہ کی سماجی زندگی میں اپناتے ہوئے ہم نہ صرف ایک کامیاب انسان کے طور پر زندگی بسر کر سکتے ہیں بلکہ اپنا دفاع بھی مضبوط بنا سکتے ہیں کیونکہ دشمن سے نمٹنے کا بہتر ڈھنگ ہمیں غزوات سے نصیب ہوتا ہے۔غزوات میں سب سے اوّلین سبق جذبہ ایمان کا ہے کیونکہ تاریخ اسلام سے یہ ثابت ہے کہ مسلمانوں نے کفار کے مدِ مقابل کثرتِ سامان اور تعداد کی برتری کبھی حاصل نہیں کی بلکہ ہمیشہ اپنے جذبہ ایمان و یقین کی

بنا پر ایسے ایسے محیر العقول کارنامے سر انجام دیئے کہ دشمن کی کثیر تعداد اور سامانِ جنگ بے معنی رہ گیا۔مزید برآں رضائے الٰہی، محبتِ مصطفےٰ (ﷺ)،ایثار و قربانی کا جذبہ، لیڈر شپ کا کردار، اتحاد، وفاداری اور ہمت، آزمائش میں ثابت قدمی کا مظاہرہ، اخلاص و استقامت، کمانڈر کی فرمانبرداری، نظم وضبط،اسلام میں مشاورت کی اہمیت اور مساوات (Equality) جیسے اسباق ہمیں غزوات سے سیکھنے کو ملتے ہیں۔

غزوہ بدر میں سب سے اہم سبق انصار کی مہاجرین سے یکجہتی اور بھائی چارے کی انمول مثال، مسلمانوں میں اتحاد اور ثابت قدمی کی صورت میں ملتاہے۔اسی طرح غزوہ اُحد میں سپہ سالار کے حکم کی اہمیت و حکمت واضح ہوتی ہے(یعنی جس درے پر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو رکنے کا حکم تھا آثارِ فتح دیکھ کر وہاں سے نیچے اتر آنا)تو فتح شکست میں تبدیل ہوتی نظر آئی تو یہ واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی اطاعتِ رسول (ﷺ) پر استقامت سے مشروط ہے۔ مزید برآں! غزوہ خندق(احزاب) میں حضور نبی اکرم(ﷺ) نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) کے ساتھ خندق کھودنے میں حصہ لیتے ہوئے مساوات کی جو عملی مثال قائم فرمائی جس سے دنیائے انسانیت پر واضح ہو گیا کہ لیڈر شپ کا کردار کیسا ہونا چاہیے۔

بطورِ امتِ محمدی (ﷺ) مذکورہ اصولوں پر عمل ہی موجودہ دور میں ہماری بھلائی اور ترقی کی ضمانت ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم مطالعۂ غزوات اپنی زندگی کا عملی حصہ بنائیں گے۔

آج ہماری نسلِ نو میں مطالعہ سیرت کا فقدان نظر آتا ہے جو ہماری تنزلی اور پستی میں کسی المناکی سے کم نہیں کیونکہ ایک طرح سے ہم نے اسا س دین کو ترک کر دیا ہے۔امتِ محمدی (ﷺ) ہونے کے ناطے سیرت طیبہ کے اہم پہلو (غزواتِ نبوی (ﷺ) سے رہنمائی لیتے ہوئے ہم نہ صرف اپنا دفاع مضبوط بنا سکتے ہیں بلکہ اپنے سماج میں از سرِ نو ایک نئی روح پھونک سکتے ہیں ایسی روح جو جذبہ ایمانی، عشقِ مصطفٰے (ﷺ)، توکل علی اللہ اور حرمتِ مصطفٰے (ﷺ) کے تحفظ کی خاطر مر مٹنے سے عبارت ہے جس کیلئے لازم ہے کہ مطالعہ غزوات کا شعور عام کیا جائے۔گرچہ ہمارے ابتدائی اور ثانوی درجہ تعلیم میں چند ایک غزوات (جیسے بدر، احد، حنین، خندق) کا مختصر تذکرہ نصاب میں موجود ہے لیکن سیرتِ طیبہ کا یہ گوشہ باضابطہ نصاب کا متقاضی ہے جس میں جدید پہلوؤں سے علمی، عملی اور تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کی ضرورت ہے۔

اے ہمارے پیارے اللہ پاک! ہمیں اپنے ان محبوب بندوں جیسے عقائد و اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما اور عظمت و شانِ مصطفےٰ ﷺ کے معاملے میں ہر قسم کے شیطانی وسوسوں سے نجات عطا فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن ﷺ

راشد علی عطاری مدنی
ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹرنیشنل
(برانچز: پاکستان، انگلینڈ، ہندوستان)
https://wa.me/923126392663

"ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ" انٹر نیشنل

"ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ" الحمدللہ تحقیق و تصنیف کی تربیت کرنے والا اہل سنّت کا واحد آن لائن ادارہ ہے۔

اس ادارے سے اب تک 75 کورسز کے مجموعی طور پر 135 سے زائد بیجز میں 12 ہزار سے زائد طلبہ، علما، محققین، ایم افل، پی ایچ ڈی اسکالرز اور اہل قلم حضرات شرکت کر چکے ہیں۔

اللہ کریم ہمیں رسولِ کریم ﷺ کی محبت میں جینا مرنا نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تلاوت عشق رسول میں ڈوب کر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

راشد علی عطاری مدنی

ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹر نیشنل

(برانچز: پاکستان، انگلینڈ، ہندوستان)

https://wa.me/923126392663

تحقیق و تصنیف سیکھنے کا سچا جذبہ ہے تو

آیئے ہمیں جوائن کیجیے

یہ کورس 02 ستمبر کو شروع ہو چکا

ہے، 107 اکتوبر سے دوسرا لیول شروع

ہو رہا ہے، اب بھی داخلہ ہو سکتا ہے،

سابقہ کلاسز کی ریکارڈنگ بھی مل

جائے گی۔

لیول 01 کی کامیاب تکمیل کے بعد لیول 02 میں داخلے جاری

مضمون، مقالہ، کتاب اور آرٹیکلز لکھنے کی بنیادی ولازمی ٹریننگ

لیول 01 میں مکمل شدہ تحقیقی نکات

- محقق و مصنف بننے کا سفر
- 30 اصنافِ تحریر
- فن عنوان سازی
- فن مضمون نویسی
- فن اشاریہ سازی
- فن حاشیہ نگاری
- اصنافِ مضامین و آرٹیکلز
- جمع مواد کے وسائل
- جمع مواد اور سافٹ ویئرز
- فن کتابیات
- ڈیٹا سیونگ کے ذرائع

لیول 02 کے طے شدہ تحقیقی نکات

- المکتبۃ الشاملۃ کا استعمال
- جمع مواد کی اہم موبائل ایپس
- اسالیب مضامین کا جائزہ
- رموزِ اوقاف کا استعمال
- فن مضمون نویسی کی تفصیلات
- قرآنی وحدیثی آرٹیکلز
- فقہی مضامین / آرٹیکلز
- سیرت مضامین / آرٹیکلز
- فن تذکرہ نگاری
- فن موسوعہ سازی
- مصادرِ علومِ اسلامیہ

لیول 02 کا دورانیہ

07-تا-31 اکتوبر 2024ء

داخلہ کی آخری تاریخ

06 اکتوبر، اتوار شام تک

لیول 01 کی ریکارڈنگ بھی فیس جمع کروا کے حاصل کر سکتے ہیں

ماہانہ فیس

پاکستان	500 روپے
ہندوستان	350 روپے
دیگر ممالک	10 پاؤنڈ

- کلاس آن لائن زوم پر ہو گی
- کلاس کی ریکارڈنگ بھی ملے گی

کلاس ٹائم بعدِ عشاء (صرف ایک گھنٹا)
پاکستان: 08:30- ہندوستان: 09:00

نوٹ: شرکائے کورس کو کتاب کے اسباق کی مکمل پی ڈی ایف اور تحقیق و تصنیف کے 50 کورسز فری دیے جائیں گے۔